جلد ۲۹ | یکم ماہ وفا ۱۳۲۰ ہش | ۶ جمادی الآخری سنہ ۱۳۶۰ھ | یکم جولائی سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۴۶

روزنامہ الفضل قادیان — ۵ جمادی الآخری ۱۳۶۰ ہجری

تحریک جدید کا مطالبہ کفایت شعاری اور عام مسلمان

آج سے سات سال قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت کو تحریک فرمائی تھی۔ کہ وہ سادہ زندگی اختیار کرے اور غذا۔ لباس۔ زیور۔ علاج۔ شادی بیاہ اور مکانوں کی آرائش وزیبائش وغیرہ پر زیادہ روپیہ صرف کرنے سے اجتناب کرے۔ حضور کی اس تحریک پر خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ایک معتدبہ حصہ نے عمل کیا۔ اور اس نے اخراجات میں غیر معمولی کفایت سے کام لینا شروع کر دیا۔ چنانچہ بعض استثنائی صورتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے عام حالات میں اب جماعت کے تمام افراد صرف ایک کھانا کھاتے ہیں۔ اسی طرح لباس میں ممکن سادگی اختیار کر لی گئی ہے۔ کپڑوں اور زیورات کے بارہ میں بھی جماعت کی خواتین حضور کے مطالبہ پر پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ اور وہ سوائے شادی بیاہ کے نہ نیا زیور بنواتی ہیں۔ اور نہ پرانے زیور تڑوا کر نئے بنواتی ہیں۔ اسی طرح علاج کے متعلق حضور ہدایات دے چکے ہیں۔ کہ ڈاکٹر زیادہ قیمتیں دوائیں استعمال نہ کیا کریں۔ اور ایسے نسخے لکھیں جو سستے داموں تیار ہو سکیں۔ ولیمہ۔ جہیز اور مہر وغیرہ کے بارہ میں بھی حضور تفصیلی ہدایات دے چکے ہیں۔ اور جماعت کو نصیحت فرما چکے ہیں۔ کہ ان اخراجات میں کفایت سے کام لینا چاہیئے۔ اور سپاہیانہ رنگ میں اپنی تمام زندگی مختلف قسم کی قیود کے ماتحت لانی چاہیئے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ان ارشادات پر جماعت تو خدا تعالےٰ کے فضل سے عمل کر ہی رہی ہے۔ مگر عام مسلمان بھی ان امور کی اہمیت محسوس کرنے لگ رہے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ یہ باتیں عام طور پر ان میں رائج ہو جائیں۔ چنانچہ اخبار "اسلام" کانپور (۲۴-جون) میں مولوی سید ابو البیان صاحب شمس آبادی کا ایک مضمون "مسلمانوں کا افلاس" کے زیر عنوان شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے معمولی کمی کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے وہی سکیم رکھی ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تحریک جدید کے ضمن میں پیش فرما چکے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"مسلمانوں کا روپیہ زیادہ تر مندرجہ ذیل مدات پر خرچ ہوتا ہے۔ (۱) غذا۔ (۲) لباس (۳) مکان (۴) زیور (۵) مراسم (۶) تکلفات۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں۔ جن کو بالکل تو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں تخفیف ہو سکتی ہے"

اس کے بعد ان مدات کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے غذا کے متعلق لکھا ہے۔ کہ:-

"لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ مرغن غذائیں۔ اور لذیذ و پُر تکلف کھانے انسان کی صحت و قوت کے لئے ضروری ہیں۔ حالانکہ یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ خدا نے سادہ غذاؤں میں جو قوت بخشی ہے۔ وہ پُر تکلف کھانوں میں ہرگز نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سادہ غذا استعمال فرمائی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صحت و قوت کے حصول کے واسطے لذیذ و پُر تکلف کھانوں پر خرچ کرنے کی ذرا بھی ضرورت نہیں۔ اگر ہماری مالی حالت بکری کا گوشت کھانے کی اجازت نہیں دیتی۔ تو ہم کو کبھی اس مہنگے گوشت پر نگاہ نہ ڈالنا چاہیئے۔ بلکہ گائے کا گوشت استعمال کرنا چاہیئے۔ جو سستا ہونے کے علاوہ طاقت بھی زیادہ بخشتا ہے۔ اور ہر صورت سے نفع ہی نفع دیتا ہے اور اگر اس گوشت کے کھانے کی بھی استطاعت نہیں۔ تو سبزی یا دال پر قناعت ضروری ہے۔ اپنی غذا کو سادہ بنا کر ہم کافی رقم ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں"

لباس کے متعلق لکھا ہے:-

"ہمارا بہت سا روپیہ لباس پر صرف ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا نے لباس کو بدن کی حفاظت اور زینت کے لئے بنایا ہے اور یہ بات گاڑھے کپڑے پہننے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ معلوم نہیں کہ گاڑھا مسلمانوں کے بدن پر کیوں چبھتا ہے"

مکان کے متعلق لکھا ہے:

"بلا ضرورت محض زیب و زینت کی خاطر تعمیر مکان پر روپیہ صرف کرنا اسراف ہے قرض لے کر بلند مکان تعمیر کرنے سے یہ بہتر ہے۔ کہ خشت پوش اور مٹی کے مکانوں میں زندگی بسر کی جائے"

زیورات کے متعلق لکھا ہے۔ "اگر مسلمانوں کو اپنی کمائی پر ترس آئے۔ اور وہ سمجھیں۔ کہ روپیہ پیسہ خدا کی بڑی نعمت ہے۔ تو ان کو زیورات پر زیادہ روپیہ خرچ نہ کرنا چاہیئے۔ عورتوں کا امتیاز قائم رکھنے اور ان کی زیبائش کے لئے کچھ سادہ زیور کافی ہے مسلمان عورتوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں۔ اور بیٹیاں کتنا زیور استعمال کرتی تھیں۔ کیا ان کے پاس زیورات کے صندوقچے تھے۔ ہرگز نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کے پاس زیور کی ایک آدھ چیز تھی معلوم ہوا۔ کہ زیور عورت کے لئے باعث فخر نہیں"

مراسم کے متعلق لکھا ہے۔ "شریعت مقدسہ نے کسی رسم کو ہم پر فرض نہیں کیا۔ حتیٰ کہ شادی کی دعوت ولیمہ بھی فرض واجب نہیں اگر کسی کو استطاعت ہے۔ اور وہ بلا کسی فکر و تردد کے کر سکتا ہے۔ تو بہتر ہے خلاف شریعت مراسم کا نہایت سختی سے بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ ..... شادی بیاہ میں ناچ گانا۔ باجے بجوانا۔ آتشبازی وغیرہ جن کو شریعت نے بھی حرام قرار دیا ہے۔ قطعاً بند کر دینا چاہیئے۔ اسی طرح شب برات کی آتشبازی بھی قطعاً حرام ہے۔ جہیز بھی اپنی حیثیت سے زیادہ نہ دینا چاہیئے"

تکلفات کے متعلق لکھا ہے۔

"تکلیف اٹھا کر تکلف اور آرائش اختیار کرنا صریح حماقت ہے۔ اگر ہماری مالی حالت کمرے یا بیٹھک میں کرسیوں کی اجازت نہیں دیتی۔ تو مونڈھے ہی مناسب ہیں۔ اور کوئی حرج نہیں۔ کہ در و دیوار پر ریشمی پردے نہ ہوں۔ اور فرش پر محض چٹائیاں بچھی ہوں"

آخر میں لکھا ہے۔

"بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ عموماً مسلمان سادہ زندگی کو معیوب و حقیر خیال کرتے ہیں۔ اگر امرائے قوم سادہ زندگی اختیار کریں تو بلا کہے سنے غربا سادہ زندگی پسند کرنے لگیں۔ اور حقارت بھی دور ہو جائے۔ علمائے امت کے لئے خاص کر یہ اشد ضروری ہے کہ ان کی روش سے سادگی ٹپکتی ہو۔ سادہ غذا سادہ لباس۔ غرضیکہ ہر معاملہ میں وہ سادہ زندگی کا نمونہ قوم کے روبرو پیش کریں"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کا سمجھدار طبقہ ان امور کی اہمیت کا صفائی کے ساتھ اعتراف کر رہا ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے آج سے سات سال قبل نہایت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ جماعت کے سامنے رکھے۔ ان حالات میں اگر کوئی احمدی کہلا کر ان امور میں کوتاہی کرے۔ تو کس قدر افسوس کی بات ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

"تحریک جدید تو ایک قطرہ ہے اس سمندر کا جو قربانیوں کا تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ جو شخص قطرہ سے ڈرتا ہے۔ وہ سمندر میں کب کودے گا۔ پانی کے قطرے سے تو وہی ڈرتا ہے۔ جسے ہلکے کتے یعنی شیطان نے کاٹ لیا ہو۔ ورنہ کبھی تندرست بھی قطرے سے ڈر سکتا ہے۔ تندرست اگر ڈر سکتا ہے تو سمندر سے۔ کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ نہ معلوم میں اس میں تیر سکوں یا نہ تیر سکوں۔ اور نہ معلوم اسے عبور کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ مگر کوئی سمجھدار اور باشعور انسان پانی کے قطرہ سے نہیں ڈرتا ..... پس اس قطرے کا نگل لینا کونسا مشکل کام ہے ابھی تو اس سمندر میں تمہیں تیرنا ہے۔ جس سمندر میں تیرنے کے بعد دنیا کی اصلاح کا موقعہ تمہیں میسر آئے گا" (الفضل ۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

پس ہر احمدی کو اس تحریک کے تمام مطالبات پر پوری طرح عمل کرنا چاہیئے۔ اور اگر کسی میں سستی واقع ہو چکی ہو۔ تو اسے دور کرنا چاہیئے۔ تا تمام جماعت ان برکات سے مستفیض ہو سکے جو تحریک جدید پر عمل کرنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور جو یقیناً جماعتی ترقی کی صورت میں رونما ہوں گی۔ انشاء اللہ العزیز

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں

"ہر ایک سبب کا انتہاء آخر کار ہمارے خدا تک ہی ہے۔ اور تھوڑی دور تک چل کر اسباب کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور صرف امر خالص کا مرتبہ رہ جاتا ہے۔ کہ جسے کسی طرح ہم سبب کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ اور صرف خدا تعالےٰ کی ذات ہی باقی رہ جاتی ہے۔ اور اسباب بالکل منقطع ہو جاتا ہے۔ اسباب تو صرف چند قدموں تک ساتھ دیتا ہے۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ کی غیر مدرک اور غیر مرئی خالص قدرت ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا پوشیدہ خزانہ ہے۔ کہ جس کی حد اور انتہاء نہیں ہے۔ اور ایسا دریا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اور ایک ایسا دشت ہے جو طے ہونے میں نہیں آتا۔ یہ کہنا کہ قدرت خالص اللہ تعالےٰ کی بے کار ہو جاتی ہے۔ اور صرف اسباب رہ جاتے ہیں۔ بڑی بے انصافی ہے۔ کیا تم کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ کہ خدا نے آدمؑ اور عیسےٰؑ کو کیسے پیدا کیا تھا۔ اور موسےٰؑ کے لئے کس طرح دریا کو شگاف کیا۔ کہ جس سے موسےٰ تو دریا سے سلامت گزر گئے۔ اور فرعون غرق ہو گیا۔ اب تم ہی جواب دو کہ وہ کونسی کشتی تھی۔ جس پر بیٹھ کر موسےٰ دریا سے گزرے۔ خدا تعالےٰ نے اس قصہ کو قرآن کریم میں بے فائدہ نہیں ذکر کیا ہے۔ بلکہ اس میں بڑے بڑے معارف اور حقائق ہیں۔ تاکہ تم کو اس بات کا علم ہو کہ اس پاک ذات اللہ تعالےٰ کی قدرت اسباب میں مقید نہیں ہے۔ اور تمہارے ایمان ترقی کریں۔ آنکھیں کھلیں۔ اور شکوک و شبہات رفع ہوں۔ اور تم کو یہ شناخت حاصل ہو۔ کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ کہ اس پر کسی قسم کا کوئی دروازہ مسدود نہیں ہے۔ اس کی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے جو شخص اس کی وسعت قدرت سے منکر ہو کر اسباب کے احاطہ میں اسے مقید کرتا ہے۔ تو سمجھو کہ صدق کے مقام سے وہ گر پڑا۔ پس اگر کوئی شخص حکم خداوندی سے اسباب کو ترک کرتا ہے۔ تم اسے برا مت کہو اور خدا تعالےٰ کے قانون کو ایک تنگ و تاریک دائرہ میں محدود مت کرو"

(البدر ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

کھیلوں کا مقابلہ ۲۲ جون ۱۲ اطفال اور ۸ خدام الاحمدیہ سیدوالا دریائے راوی پر گئے پہلے کبڈی پھر دوڑوں کا مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد دریا میں خدام تیر کر پار گئے اور اسی وقت واپس آئے۔ اول محمد یعقوب دوم رحیم بخش رہا۔ دوڑوں تیرنے اور کبڈی کے مقابلہ میں اول دوم رہنے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب انعام دی گئیں۔ خاکسار محمد ابراہیم قائد خدام الاحمدیہ سیدوالا ضلع شیخوپورہ

جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے کی تقریر ریڈیو پر "انسانی زندگی شروع شروع میں" کے عنوان پر جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور کی تقریر اردو میں ریڈیو سٹیشن لاہور سے ۲ جولائی کو سوا سات بجے شام ہوگی۔ جن احباب کو موقعہ مل سکے ریڈیو پر سن سکتے ہیں۔

شکریہ ۲۷ جون کو ۸۰ کے قریب لڑکوں کو علی والی ہیڈ کوارٹر نہر پر لے جایا گیا۔ جہاں دو دن اور ایک رات بچوں نے نہایت مسرت اور خوشی سے بسر کئے۔ میں مرزا عبدالکریم صاحب S. D. O. کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ ان کی وجہ سے بہت آرام حاصل ہوا۔ نیز میں جناب ڈاکٹر محمد اشرف صاحب کا جنہوں نے ہمارے لئے کیمپ اور دوسری ضروریات مہیا فرمائیں۔ اور بابو عبدالکریم صاحب اوورسیر اور دوسرے ملازمین نہر علی والی کا جو علاوہ برادرانہ ہمدردی کے بچوں کے لئے لسی کی بالٹیاں بھیجتے رہے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان کو

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ احسان ۱۳۲۰ ش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق دس بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل رات درد نقرس کی تکلیف کی وجہ سے نیند نہ آئی۔ آج دن بھر بھی درد رہا۔ اور اس وقت بھی بدستور ہے احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت الحمدللہ اچھی ہے۔

جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ معہ مولوی محمد یار صاحب عارف سیالکوٹ کے جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی جیوگرافیکل سوسائٹی کے زیر اہتمام جو اساتذہ و طلباء کھیوڑہ گئے تھے کل واپس آ گئے ہیں

کل خان بہادر مولوی ابوالہاشم صاحب ایم۔ اے چودھری نے سید اعجاز احمد صاحب مولوی فاضل مبلغ کی دعوت ولیمہ میں بہت سے اصحاب کو مدعو کیا

تاریخ اسلام

جنگِ جمل کے واقعات

حضرت علی رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ کے لشکر ایک دوسرے کے بالمقابل پڑے تھے۔ صلحنامہ لکھا جا چکا تھا۔ اور علی الصبح اس پر دستخط ہونے والے تھے۔ کہ فتنہ پردازوں نے سحر کے قریب حضرت طلحہ و زبیر کے لشکر پر اچانک حملہ کر دیا۔ مگر غلطی سے یہ سمجھا گیا۔ کہ حضرت علی رضؓ کے لشکر نے حملہ کیا ہے۔ اور جس حصّہ فوج پر حملہ ہوا تھا۔ اس نے مدافعت میں ہتھیاروں کا استعمال کرنا شروع کر دیا۔ لڑائی کا شور سُنکر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے اپنے خیموں سے نکل کر دریافت کیا۔ کہ یہ کیسا شور ہے۔ لوگ چونکہ حقیقت سے ناواقف تھے۔ اور انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ حملہ منافقین نے کیا ہے۔ اس لئے انہوں نے عام افواہ کے مطابق یہ جواب دیا۔ کہ حضرت علی رضؓ کی فوج نے اچانک حملہ کر دیا ہے۔ حضرت طلحہ و زبیر کو یہ بات سُنکر بہت افسوس ہوا۔ اور انہوں نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت علی رضؓ کشت و خون کئے بغیر نہیں رُکیں گے۔ دُوسری طرف شور و غل کی آواز سُنکر حضرت علی رضؓ اپنے خیمہ سے نکلے۔ اور انہوں نے وجہ دریافت کی۔ تو انہی فتنہ پردازوں میں سے بعض نے جنہیں خاص طور پر عبداللہ بن سبا نے مقرر کیا ہوا تھا۔ یہ کہنا شروع کر دیا کہ طلحہ و زبیر کے لشکر نے اچانک ہمارے لشکر پر حملہ کر دیا ہے۔ اور مجبوراً ہمارے آدمی بھی مدافعانہ طور پر جنگ پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی افسوس ہوا۔ اور وُہ اپنی فوج کو احکام بھیجنے۔ اور دُشمن کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگ گئے۔ اس طرح بڑے زور شور سے لڑائی شروع ہو گئی۔ اور فریقین نے ایک دوسرے کو مجرم سمجھا۔

لڑائی شروع ہونے کے بعد فریقین کی طرف سے منادی کی گئی۔ کہ اس معرکہ میں کوئی شخص بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے۔ کسی زخمی پر حملہ نہ کرے۔ اور کسی کا مال و اسباب نہ چھینے۔

جب یہ لڑائی زوروں پر تھی۔ تو ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ مناسب ہے۔ کہ آپ اونٹ پر سوار ہو جائیں اور میدانِ قتال کی طرف چلیں۔ ممکن ہے۔ آپ کی سواری کو دیکھ کر صلح کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ اور لوگ قتال سے رُک جائیں۔ حضرت ام المومنین نے آمادگی ظاہر کی۔ اور آپ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ لوگوں نے احتیاط کے طور پر ہودج پر زرہیں پھیلا دیں اور اونٹ کو ایسے موقع پر لا کر کھڑا کیا۔ جہاں سے لڑائی کا نظارہ نظر آتا تھا۔ مگر توقع کے خلاف بجائے اس کے کہ لڑائی کم ہوتی۔ حضرت عائشہ رضؓ کی سواری کو دیکھ کر لڑائی میں اور بھی تیزی ہو گئی۔ اور لوگوں نے سمجھا۔ کہ حضرت عائشہؓ بحیثیت سپہ سالار میدان میں تشریف لائی ہیں۔ اور ہمیں زیادہ بہادری کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دے رہی ہیں۔

لڑائی کو شروع ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی۔ کہ حضرت طلحہ رضؓ کے پاؤں میں ایک تیر لگا۔ جس سے گہرا زخم آیا۔ اور بہت خون بہنے لگ گیا۔ خون کو روکنے کی بہت کوشش کی گئی۔ مگر وُہ کسی طرح نہ رُکا۔ آخر آپ کی حالت نازک ہو گئی۔ اسی دوران میں۔ کہ ان کی نزع کا وقت قریب تھا۔ حضرت علی رضؓ کے لشکر میں سے ایک شخص ان کے قریب سے گزرا۔ انہوں نے اسے بلایا اور فرمایا۔ تم کس گروہ میں سے ہو اس نے کہا۔ کہ امیر المومنین حضرت علی رضؓ کی جماعت میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا۔ اچھا تو اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پر علی رضؓ کی بیعت کروں۔ چنانچہ انہوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور پھر وفات پا گئے۔

راوی کہتا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اُن سے یہ تمام واقعہ بیان کیا۔ وُہ سُنکر فرمانے لگے۔ اللہ اکبر۔ خدا کے رسُول کی بات کیسی سچی ثابت ہُوئی۔ اللہ تعالےٰ نے یہی چاہا۔ کہ طلحہ میری بیعت کے بغیر جنت میں نہ جائیں۔

حضرت زبیر بن العوام رضؓ تو پہلے ہی ارادہ کر چکے تھے۔ کہ وُہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی نہیں کریں گے۔ چنانچہ وُہ اس لڑائی کے شروع میں ہی میدانِ جنگ سے جُدا ہو گئے تھے۔ اتفاقاً حضرت عمار رضؓ نے ان کو دیکھ لیا۔ اور یہ سمجھ کر کہ لڑائی کے اصل بانی حضرت زبیر رضؓ ہی ہیں اُن پر حملہ کر دیا۔ حضرت زبیر رضؓ ان کے ہر وار کو روکتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمار تھک کر رہ گئے۔ اور حضرت زبیر رضؓ وہاں سے چلے گئے۔

اہل بصرہ میں سے احنف بن قیس اپنے قبیلہ کی ایک کافی جمعیت کے ساتھ غیر جانبدارانہ حالت میں ایک طرف خیمہ زن تھا۔ اور اس نے کہہ دیا تھا کہ ہم دونوں میں سے کسی کی حمایت۔ یا مخالفت نہیں کریں گے۔ حضرت زبیر رضؓ میدانِ جنگ سے چلے۔ تو احنف بن قیس کی لشکر گاہ کے قریب سے گزرے۔ انہیں دیکھ کر احنف کے لشکر میں سے ایک شخص عمرو بن الجرموز حضرت زبیر رضؓ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اور قریب پہونچکر ان سے کوئی مسئلہ پوچھنے لگ گیا۔ جس سے حضرت زبیر رضؓ کو اس کی نسبت کوئی شک پیدا نہ ہوا لیکن درحقیقت اس کی نیت میں کھوٹ تھا۔ چنانچہ وادی السباع میں پہونچ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے لگے۔ جب آپ سجدہ میں گئے۔ تو عمرو بن الجرموز نے اُن پر شدید وار کیا۔ جس سے اُن کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ وہاں سے وُہ سیدھا حضرت علی رضؓ کی ملاقات کے لئے آیا۔ اور کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ زبیر بن العوام کا قاتل آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو اجازت دے دو۔ مگر ساتھ ہی اس کو جہنم کی بشارت بھی دے دو۔ جب وُہ سامنے آیا۔ اور آپ نے اس کے پاس حضرت زبیر رضؓ کی تلوار دیکھی۔ تو حضرت علی رضؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ اَے ظالم! یہ وُہ تلوار ہے۔ جس نے عرصۂ دراز تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی۔ عمرو بن الجرموز نے یہ سُنکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بعض گستاخانہ الفاظ کہے۔ اور اسی وقت اپنے پیٹ میں تلوار گھونپ لی۔

بہرحال حضرت زبیر رضؓ نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مخالفت سے رجُوع کیا۔ چنانچہ "حج الکرامہ" میں لکھا ہے:-

"طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں۔ جن کی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہوئی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا سچا ہونا یقینی ہے۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ انہوں نے خروج سے رجوع کیا۔ اور توبہ کی۔" (صـ ۱۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چاہتی تھیں کہ کسی طرح صلح کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ مگر چونکہ فریقین غلطی سے یہ سمجھے تھے۔ کہ ایک دوسرے نے ہم سے دھوکا کیا۔ اور صلح کا وعدہ کر کے اچانک حملہ کر دیا ہے۔ اس لئے دونوں طرف سے شدید لڑائی ہُوئی۔ اور دس ہزار سے زیادہ مسلمان کام آئے۔ اور آخر وقت تک اصل حقیقت کسی کو بھی معلوم نہ ہوئی۔ ہر شخص فریقِ مقابل کو خطاکار سمجھتا رہا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ خود لشکر کی سپہ سالاری کر رہے تھے۔ اس لئے ان کی فوج نے ایسے حملے کئے کہ فریقِ مقابل کو پسپا ہونا پڑا۔

سوالات کے جواب

کیا بلعم باعور کو آسمان سے زمین پر اتار دیا گیا تھا؟

سوال - آیت ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض کی نسبت علم طور پر مفسرین نے یہی بیان کیا ہے کہ یہ آیت بلعم باعور کی نسبت ہے۔ اس آیت میں اخلد الی الارض سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آسمان کی بلندی میں تھا۔ جس کے بعد وہ زمین کی طرف جھکا۔ اور آسمانی ہونے کے بعد زمینی بن گیا۔ پس اگر بلعم آسمان پر جا سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح کیوں آسمان پر نہیں جا سکتے۔

جواب کے لئے ذیل کے امور ملاحظہ ہوں:-

بلعم آسمانی ہو کر زمینی بن گیا

فقرہ لرفعناہ بھا میں ھا جو ضمیر مؤنث ہے اس کا مرجع آیات کا لفظ ہے جو اس سے پہلی آیت واتل علیھم نبأ الذی اٰتیناہ اٰیاتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطٰن فکان من الغاوین میں مذکور ہوا۔ ساری آیت یہ ہے ولو شئنا لرفعنٰہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث ذالک مثل القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا فاقصص القصص لعلھم یتفکرون ۔ واتبع ھواہ جس کا ترجمہ ہے کہ بلعم باعور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا۔ یہی نفسانی خواہش کی پیروی اخلد الی الارض یعنی زمین کی طرف جھک جانے کا باعث بنی اور خواہش بھی چونکہ شرک خفی ہے۔ اور نفسی شرکوں کی قسم ہے۔ جیسے ریاء کو بحکم الریاء شرک خفی ایک قسم کا شرک قرار دیا گیا ہے۔ اور شرک کی نسبت قرآن کریم کا ارشاد ہے من یشرک باللہ فکانما خر من السماء - کہ شرک کرنے سے انسان گویا آسمان سے گر پڑا۔ پس اگر شرک کرنے سے انسان آسمان سے گرتا ہے۔ تو توحید جو شرک کی ضد ہے ضرور ہے کہ اس کے ذریعہ انسان زمین سے آسمان پر چلا جائے اور آسمان پر جانا روحانی رفعت کے لحاظ سے ہے نہ کہ جسمانی طور پر جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا۔ جیسا کہ حدیث نبوی اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابع سے ثابت ہے۔ یعنی یہ کہ خدا کا بندہ جب خدا کے لئے فروتنی اور خاکساری کرتا ہے۔ تو خدا اسے ساتویں آسمان تک رفعت عطا کرتا ہے۔ اب ساتویں آسمان تک کا رفع جسمانی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ تواضع کرنے والوں کے نظارے دنیا کو جسم سمیت آسمان پر چڑھنے کے روزانہ نظر آ سکتے ہیں۔ پس جسم کے ساتھ آسمان پر جانے کا رفع مراد نہیں۔ بلکہ آسمانی اور روحانی رفعت کے لحاظ سے آسمانی رفع مراد ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم نے بلعم کو آیات دی تھیں۔ جن کا دیا جانا ہوائے نفسانی کی پیروی کی جگہ خدا تعالےٰ کی اطاعت اور اس کی رضا کی پیروی کے باعث نصیب ہوا تھا۔ اور یہ آیات دعاؤں کی قبولیت اور مکاشفات وغیرہ برکات کے معنوں میں پائی جاتی تھیں۔ لیکن جب بلعم کو ان آیات کے باعث لوگوں میں خوب مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور اس کی طرف لوگوں کا کافی رجوع ہوا۔ تو جس عجز و انکسار اور اطاعت مولے کے ذریعے اسے یہ سب برکات نصیب ہوئیں بجائے اس کے کہ ان میں ترقی کرتا۔ تاکہ خدا اسے اور بھی رفعت عطا فرماتا۔ وہ غرور میں آ گیا۔ تذلل اور انکساری کی جگہ اس میں تکبر پیدا ہو گیا۔ خدا کی اطاعت کی جگہ اس نے اپنے نفس کی ہوا اور سفلی جذبات کی پیروی شروع کر دی۔ اور اس کے نفس کو شیطان نے یہ دھوکا دیا۔ کہ جو کچھ اسے برکات اور قبولیت کا شرف اور بزرگی حاصل ہوئی ہے۔ وہ اس کے ذاتی کمال کی وجہ سے ہوئی۔ اس طرح بجائے اس کے کہ وہ جن روحانی برکات کے باعث روحانی رفعت سے آسمانی بن گیا تھا۔ اس میں اور بھی ترقی کرتا۔ وہ شیطانی وساوس اور نفسانی خواہش کی پیروی میں سفلی جذبات کے تابع ہونے لگا۔ تب وہ روحانی برکات جن آیات کے باعث اسے نصیب ہوتے تھے۔ ان سے وہ بے تعلق ہو کر الگ ہو گیا۔ جیسا کہ وانسلخ منھا سے ظاہر ہے۔ اور بجائے اوپر جانے کے جو روحانیوں کے لئے اعلیٰ علیین کا روحانی مقام ہے زمین کی طرف جھکا۔ یعنی ان زمینی اور دنیوی عزتوں اور دنیا کے مالوں کی حرص کی طرف اپنی توجہ کے لئے مذاق پیدا کیا۔ اور جو حال دنیا داروں کا ہوتا ہے۔ کہ ان کا اعلےٰ سے اعلےٰ نصب العین صرف دنیوی اغراض و مقاصد تک محدود ہوتا ہے۔ اور اسی کے حاصل کرنے میں ان کی اعلےٰ لذات اور بہت بڑی مسرت اور راحت کا سلسلہ چل کر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کا نصب العین ہوائے نفس کی پیروی میں بلعم نے اختیار کر لیا۔ پس وہ جو کبھی روحانی رفعت سے آسمانی تھا۔ بدقسمتی سے آسمان سے گر کر زمینی بن گیا۔ پس اخلد الی الارض کا صحیح مفہوم انہی معنوں میں ہو سکتا ہے نہ کہ جسمانی رفع کے معنوں میں۔

بے جا استدلال

استدلال بُری چیز نہیں بلکہ صحیح استدلال وسعت علم کے لئے بطور کلید ہوتا ہے جس کے ذریعے کئی طرح کے مجہولات کا علم معلومات کی طرح صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن استدلال اس بات کا نہیں جو متشابہات سے ہو کر محکمات کے بدیہی احکام علمی دلائل قاطعہ کو باطل کر سکے جب قرآن میں خدا کا یہ قانون پیش کیا گیا ہے۔ کہ انسان جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ پھر حضرت مسیح کی نسبت تیس آیات سے ثابت ہے۔ کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور حدیث میں ان کی ایک سو بیس سال عمر بھی روح الامین کے کہنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دی۔ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقعہ پر حضرت مسیح کی وفات کا مہینہ ماہ رمضان اور تاریخ بھی ستائیسویں بیان فرما دی۔ جو حضرت علی رضؓ کی تاریخ وفات ہے۔ تو اب ان دلائل کے ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے آسمانی رفع بجسد العنصری سے جو محض غلط خیال ہے۔ ان کی زندگی پر استدلال کرنا استدلال صحیح نہیں۔ جس سے کوئی علمی فائدہ حاصل ہو سکے۔

دنیا میں سب سے پُرامن طریق خدا کے نبیوں اور رسولوں کا ہوتا ہے۔ پس اصل چیز علم صحیح کا منبع خدا کا قول ہے یا فعل اور ان کی بہترین تشریح کرنے والا خدا کا نبی اور رسول ہوتا ہے۔ اور اس کی تشریح بھی جو راویوں کے اپنے خیالات اور مفہومات سے مخلوط نہ ہو اور قرآن کریم کے بیانات سے متناقض اور متعارض نہ ہو۔ پس اصل چیز قول اللہ ہے یا قول رسول ہے۔ جامی علیہ الرحمۃ نے اس بارہ میں کیا ہی اچھا فرمایا ہے

ہرچہ نہ قال اللہ قال الرسول
ہست بر اہل فضیلت فضول

پس اصل علم وہی ہے جو قرآن و حدیث صحیح سے ملے۔ استدلال بھی صحیح وہی ہے۔ جو قال اللہ اور قال الرسول کے لئے بطور خادم اور تابع ہو نہ کہ مخالف ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بُود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

علم صحیح اور عمل صالح کا مرتبہ بالکل نقطۂ اعتدال ہوتا ہے۔ اور ایسا استدلال جو افراط و تفریط کی طرف کھینچے وہ مغضوب بناتا ہے یا ضال۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بے نظیر کتاب آئینۂ کمالات اسلام میں پرانے اور نئے فلسفیوں کی تحقیقات کو جو آسمان اور خلا اور سقوط شہب کے متعلق تھی قرآن کریم کی تعلیم کے بیان کردہ معیار کے رو سے غلط قرار دیا۔ اور ثابت کیا۔ کہ ان میں افراط اور تفریط کی راہ اختیار کی گئی ہے۔ اور پھر اسی سلسلہ تنقید میں شیخ بوعلی سینا جو حکماء یونان خصوصاً ارسطاطالیس کے محققانہ ابواب فلسفہ و حکمت کا بھی شارح ہے۔ اس کی کتاب شفاء کے کئی مسائل کی اصلاح فرمائی ؛

پس اصل راز دان مخزن حکمت اور اسرارِ قانون قدرت خدا کے نبی ہوتے ہیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کا ذیل کا کلام منظوم جو انہوں نے شیخ بو علی سینا کی کتاب شفاء کی نسبت ارشاد فرمایا۔ اور ملت مصطفےٰ کو بلحاظ تعلیم نبوی اس پر ترجیح دی بہت ہی قابل قدر ہے۔ فرماتے ہیں:۔

وکم قلت للقوم انتم علے
شفا حفرۃ من کتاب الشفاء
فلما استہانوا بتنبیہنا
فزعنا الے اللہ حسبی کفا
فماتوا علے دین ارسطا طلیس
وعشنا علے ملۃ المصطفا

یعنی میں نے ان فلسفہ ضالہ کے شیدائیوں اور اسیر لٹوں ہونے والے لوگوں کو بہت کہا ہے۔ کہ تم کتاب شفاء جو شیخ بو علی سینا، فلاسفر کی ہے۔ اس کی وجہ سے دوزخ کی آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے ہو۔ پھر جب ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ ہماری اس تنبیہ سے فائدہ اٹھاتے اس کی تحقیر کی۔ تو ہم اپنے فرض نصیحت سے فارغ ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہو گئے۔ کہ میری نصیحت کی قدر میرا خدا کرے گا۔ اور اس کا مجھے اجر بخشے گا۔ اور وہی میرے لئے ہر حال میں کافی ہے۔

پس یہ لوگ جو فلسفہ ضالہ پر فریفتہ تھے۔ یعنی شیخ بو علی صاحب کتاب شفاء اور اس کے ہم خیال اور ہم عقیدہ ان کو ارسطا طالیس کے دین پر موت آئی اور ہم لوگ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ملت بیضاء پر زندگی کے برکات حاصل کر رہے ہیں۔ جامی علیہ الرحمۃ نے بھی خوب فرمایا ؎

نور دل از سینۂ سینا مجوئے
روشنی از چشم نابینا مجوئے

یعنی وہ نور جو دل کو روشن کرنے والا ہے۔ وہ بو علی سینا کے سینہ سے تلاش نہ کر۔ اور نہ ہی نابینا کی آنکھ سے روشنی کی جستجو کہ یہ دونوں باتیں لاحاصل ہیں۔

خاکسار۔ ابو البرکات غلام رسول راجیکی

مسئلہ جنازہ کی حقیقت اور غیر مبایعین

جناب مولوی محمد علی صاحب کی بیجا نکتہ چینیاں

(۵)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی طرف یہ امر بھی منسوب کیا ہے۔ کہ آپ نے ایسے شخص کو بھی جو جہری دشمن نہ ہو۔ اور علانیہ تکفیر یا تکذیب نہ کرے احمدی قرار دیا ہے اور اس پر متعجب ہیں۔ مگر اس امر میں جناب مولوی صاحب نے سراسر مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ حضرت میاں صاحب موصوف نے جہری دشمن نہ ہونے۔ یا مکذب مکفر نہ ہونے کو منفی صفات قرار دیا ہے اس کے بالمقابل تصدیق کی بو کی مثبت صفت رکھنے کی وجہ سے ایسے لوگوں کو جو احمدیوں سے مذہبی تعلق رکھتے ہوں احمدی کے حکم میں رکھ کر احمدی قرار دیا ہے۔ یعنے اگر کوئی یہ منفی صفات رکھتا ہو۔ اور تصدیق کی مثبت صفت کا رنگ اس میں مشہود و محسوس نہ ہو۔ تو حضرت میاں صاحب ایسے شخص کو حکماً احمدی تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن جناب مولوی صاحب نے خلاف منشاء متکلم حضرت میاں صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی طرف ایسا امر منسوب کیا ہے جس کے آپ قائل نہیں۔ یہی شکست خوردہ لوگوں کا طریق ہوا کرتا ہے۔ دیکھئے حضرت میاں صاحب صاف فرماتے ہیں

"الغرض یہ ایک نہایت ضروری اور مفید شرط ہے۔ جو اس حوالہ سے مستنبط ہوتی ہے۔ یعنے متوفی ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ نہ صرف یہ کہ دشمن اور مکفر و مکذب نہ ہو۔ بلکہ احمدیوں کے اندر انہی کی طرح ملا جلا رہتا ہو۔ پھر اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور لطیف تشریح کا بھی اضافہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ علاوہ مذکورہ بالا اوصاف کے مرنے والا ایسا ہونا چاہیئے کہ اس کے اندر تصدیق کی بو پائی جائے۔ یعنے صرف منفی صورت میں ہی غیر مکذب نہ ہو۔ بلکہ مثبت صورت میں مصدق کا رنگ بھی رکھتا ہو اور بو کے لفظ میں یہ اشارہ ہے۔ کہ اس کی تصدیق مخفی نہ ہو۔ بلکہ ظاہراً محسوس و مشہود ہو"۔

(مسئلہ جنازہ کی حقیقت صفحہ ۲۹ رسالہ)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت میاں صاحب نے محض عدم تکفیر و عدم تکذیب کی منفی صفات رکھنے والوں کو احمدی نہیں لکھا۔ بلکہ اس کے ساتھ مثبت صفت رکھنے والوں اور احمدیوں سے ملے جلے رہنے والوں کو احمدیوں کے توابع ہونے کی وجہ سے حکماً احمدی قرار دیا ہے۔

اس کے بعد جناب مولوی صاحب نے حضرت میاں صاحب کے اس بیان کردہ مفہوم کے بالمقابل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک قول انوار خلافت سے لے کر بطور گواہ مخالف کے پیش کیا ہے وھو ہٰذا۔

"پھر ایک سوال غیر احمدیوں کے جنازہ کے جواز کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ مشکل پیش کی جاتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک خط بھی ملا ہے۔ جس پر غور کی جائے گی"۔

(انوار خلافت صفحہ ۹۱)

مگر اس اعتراض کا جواب بھی حضرت میاں صاحب کی کتاب میں پہلے ہی موجود تھا افسوس ہے مولوی صاحب نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے حضرت میاں صاحب کے استدلال کو جھٹلانے کی کوشش کی حالانکہ مولوی صاحب اب خود بھی اپنے ٹریکٹ میں تصدیق کو وجہ جواز جنازہ تسلیم کر چکے ہیں۔ پس جن مصدقین احمدیت کے جنازہ کے جواز کو حضرت میاں صاحب نے بموجب فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تسلیم کیا ہے۔ ان کو اگر کسی وقت غیر احمدی کہا جائیگا۔ تو رسماً بیعت نہ کرنے کی وجہ سے بظاہر غیر احمدی کہا جائے گا نہ کہ حقیقۃً۔ کیونکہ تصدیق کا پہلو مشہود و محسوس ہونے کی وجہ سے۔ اور احمدیوں میں احمدیوں کی طرح رہنے کی وجہ سے حقیقۃً حکماً ایسے لوگ احمدی ہی شمار ہوں گے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کا اظہار حضرت میاں صاحب نے "مسئلہ جنازہ کی حقیقت" میں فرما دیا تھا۔ لہٰذا اس کے موجود ہوتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ قول حضرت میاں صاحب کے خلاف بطور گواہ کس طرح پیش ہو سکتا ہے دیکھئے حضرت میاں صاحب موصوف مولوی صاحب والے پیش کردہ حوالہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ درج کر کے دوسرے حوالے ایسے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ آپ جائز نہیں سمجھتے تھے۔ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ان عبارتوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حوالوں کی بنا پر ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فتویٰ تسلیم نہیں کیا کہ بعض صورتوں میں غیر احمدیوں کا جنازہ جائز ہے بلکہ دونوں رنگ کے حوالوں کا وجود مانا ہے یعنی صرف یہ بات بیان فرمائی ہے۔ کہ بظاہر صورت دونہ کہ حقیقت کیونکہ حقیقۃً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں تناقض نہیں ہو سکتا) بعض حوالوں سے جواز نکلتا ہے۔ اور بعض سے عدم جواز۔ مگر چونکہ عمل کی تائید عدم جواز والے حوالوں کے ساتھ ہے۔ اس لئے آپ نے انہی کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ اب اس سے جناب مولوی صاحب کا یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ کچھ قرار دیتے ہیں اور عمل کچھ اور۔ بالکل غلط اور باطل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ یہ نہیں قرار دیا۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ جائز ہے"۔

(مسئلہ جنازہ کی حقیقت صفحہ ۳۶ و ۳۷)

افسوس ہے کہ جناب مولوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا جو قول پیش کیا ہے۔ اسے بھی آخر تک پیش نہیں کیا حالانکہ اس حوالہ میں آگے لکھا ہے۔

"لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل اس کے برخلاف ہے"۔ یہ فقرہ بتاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ

صرف بعض حوالوں کے ظاہر کی بنا پر ایک بات کہہ رہے ہیں۔ نہ یہ کہ آپ نے ان کی حقیقت پر بحث کر کے ان کے متعلق اپنی قطعی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل اس کے خلاف ہے کے الفاظ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ان بعض حوالوں سے نہ کہ تمام حوالوں سے بعض صورتوں میں غیر احمدیوں کے جنازہ کو جائز خیال کرنا محض ظاہری اور سطحی خیال ہے ورنہ ان فتووں کی حقیقت وہی ہو سکتی ہے جو باقی دوسرے فتووں کی ہے۔ جن سے ثابت ہے۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جائز نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فتاویٰ میں تناقض تسلیم نہیں کیا جا سکتا جناب مولوی صاحب! حضرت میاں صاحب نے تو اپنی کتاب میں سب حوالہ جات کو جو مجمل اور مفصل تھے یکجا جمع کر کے ان کی حقیقت اور مفہوم مدلل طور پر پیش کر دیا ہے۔ لہذا اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ قول جس کی معقول تشریح خود "مسئلہ جنازہ کی حقیقت" میں موجود ہے ان کے خلاف پیش نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا کوئی ایسا قول آپ ہرگز پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں حضور نے غیر احمدی کے جنازہ کے جواز کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی فتوے میں ثابت شدہ حقیقت تسلیم فرمایا ہو۔

جناب مولوی صاحب نے اپنے ٹریکٹ کے صـــ۳ پر حضرت میاں صاحب موصوف کی طرف یہ امر بھی منسوب کیا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی حوالہ میں "مخالف" کے لفظ سے احمدی مراد لیا ہے۔ اور اس پر حسب عادت بڑے تعجب کا اظہار کیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی حوالہ میں جو جنازہ کے جواز سے متعلق ہو۔ مخالف کا لفظ تسلیم نہیں فرماتے حضرت مفتی محمد صادق صاحب والے حوالہ میں مخالف کا لفظ آیا ہے۔ مگر حضرت میاں صاحب موصوف نے اسے مفتی صاحب موصوف کا سہو قلم ثابت کیا ہے۔ تعجب ہے۔ کہ اس صریح علم کے باوجود جناب مولوی صاحب حضرت میاں صاحب کی طرف یہ بات منسوب کر رہے ہیں۔ کہ آپ نے مخالف سے مراد احمدی لیا ہے۔ اور اب پیغام صلح بھی ان کی نقل میں اس امر کا اعادہ کر رہا ہے حالانکہ حضرت میاں صاحب موصوف فرما چکے ہیں:-

"اس حوالہ میں مخالف کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس میں میری تحقیق کے مطابق محترمی مفتی صاحب کو غلط فہمی واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر اس لفظ کو صحیح سمجھا جائے۔ تو پھر اس عبارت کے یہ معنے بنتے ہیں۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک تمام مخالفین کا جنازہ نا جائز نہیں۔ بلکہ صرف ایسے مخالفوں کا جو بدگو نہ ہوں حالانکہ یہ نتیجہ نہ صرف ہمارے مسلمات کے رو سے بلکہ خود جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے عقیدہ کے مطابق بھی غلط ہے۔ کیونکہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے غیر مبائعین اصحاب بھی بہر حال احمدیت کی مخالفت کرنے والوں کا جنازہ جائز نہیں سمجھتے۔ پس اس صورت میں اس بات کو تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہیں۔ کہ مفتی صاحب موصوف کے خط میں جو مخالف کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس میں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن میرے اس ادعا کی بنیاد صرف اس عقلی استدلال پر ہی نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے ارشادات جو بالکل واضح اور قطعی الدلالت ہیں وہ بھی اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ اس حوالہ میں مخالف کا لفظ جس رنگ میں استعمال ہوا ہے۔ وہ کسی طرح درست نہیں۔ مثلاً حوالہ ۳ میں یہ عبارت گذر چکی ہے:-

سوال ہوا۔ کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا۔ اور ہمیں برا کہتا تھا۔ اور برا سمجھتا تھا۔ تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صراحتاً فرماتے ہیں۔ کہ مخالف کا جنازہ جائز نہیں۔ اسی طرح حوالہ ۵ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ واضح ارشاد گذر چکا ہے۔"

(مسئلہ جنازہ کی حقیقت صـــ۹۳)

اس کے بعد حضرت میاں صاحب موصوف نے مذکورہ بالا حوالہ ۶ پیش فرمایا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون سے مرنے والے مکذبین کے جنازہ کے عدم جواز کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ:-

"دوسرے وہ مخالف ہے۔ خواہ مخواہ تداخل جائز نہیں۔ خدا فرماتا ہے۔ تم ان لوگوں کو بالکل چھوڑ دو۔ اگر خدا چاہے گا تو ان کو خود دوست بنا دیگا۔ یعنی وہ مسلمان ہو جائیں گے۔" (البدر ۱۵ مئی ۱۹۰۳ء)

پس چونکہ مخالف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مکذب قرار دے کر اس کا جنازہ صاف لفظوں میں نا جائز قرار دیا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی دوسرے فتویٰ میں مخالف کے جنازہ کے جواز کا فتوے کسی صورت میں نہیں دے سکتے تھے۔ اور نہ ہی حضرت میاں صاحب نے مخالف کا لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی حوالہ میں تسلیم فرمایا ہے۔ بلکہ حضرت میاں صاحب موصوف اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"دراصل معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ الفاظ فرمائے ہونگے۔ کہ جو مخالف نہ ہو۔ برا نہ بولتا ہو۔ اس کا جنازہ جائز ہے۔ اور محترمی مفتی صاحب نے خط لکھتے ہوئے جلدی میں یوں لکھدیا۔ کہ جو مخالف برا نہ بولتا ہو اس کا جنازہ جائز ہے۔ اس توجیہہ کے سوا مخالف کے لفظ کی کوئی اور توجیہہ ممکن نہیں ہو سکتی۔ ورنہ نعوذ باللہ یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ ایک ایسا ارشاد فرمایا ہے جو آپ کے دوسرے ارشادات کے سراسر خلاف و متناقض ہے۔"

(مسئلہ جنازہ کی حقیقت صـــ۹۴)

پس جب حضرت میاں صاحب نے وضاحت سے لکھدیا تھا۔ کہ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی حالت میں بھی مخالف کے جنازہ کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ تو ان کی طرف یہ منسوب کرنا۔ کہ جو ... انہیں نے مخالف کو احمدی قرار دیا ہے۔ سراسر تحکم بسینہ زوری اور حق پوشی ہے۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کو ایسے ناواجب طریق کے اختیار کرنے میں کوئی تامل نہیں۔ حق کی مخالفت میں اندھا دھند کھڑا ہونے والے کا یہی انجام ہوتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قاضی محمد نذیر لائلپوری لیکچرار جامعہ احمدیہ قادیان سیکرٹری اصلاح مابین

پیاری ہمشیرہ کی ناگہانی موت

پچھلے دنوں مولوی غلام رسول صاحب افغان کی ایک قابل لڑکی جس نے اسی سال میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ لڑکیوں کے نہانیکے تالاب میں ڈوب کر فوت ہوگئی تھی اس افسوسناک حادثہ سے مرحومہ کے لواحقین کا غمگین اور ملول ہونا فطری امر ہے۔ اس سلسلہ میں مرحومہ کی چھوٹی بہن نے جو غالباً آٹھویں جماعت میں پڑھتی ہے چند فقرات بھیجکر خواہش کی ہے کہ انہیں درج اخبار کیا جائے چونکہ یہ ایک عزیز کی دردناک وفات پر ایک غمگین بہن کے خیالات کا اظہار ہے اس لئے قطع نظر اس سے کہ ادبی لحاظ سے وہ کیسے ہیں درج ذیل کیا جاتا ہے:-

آہ! ایسے وقت میں کوئی ترا ساتھی نہ تھا
اک خدا کا تھا سہارا اور کوئی حامی نہ تھا
دکھ ہمارے دل کو ہوتا ہے تو یہ ہوتا ہے ہاں!
کسطرح تو رات بھر ہم سے اکیلی سو گئی
چین سے ہم سو گئے اور تجھ سے غافل سو گئے
تو خدا کے گھر گئی ہم پیچھے روتے رہ گئے
کہتی ہوگی ہائے کیسا وقت ہے کوئی نہیں
یاد تیری کس طرح بھولینگے اے پیاری بہن
یاد آجاتی ہے تو ہاں ہر گھڑی اور ہر زماں
یاد ہے ہر وقت اے پیاری بہن بھولی نہیں
روتے روتے تھک گئے ہم پھر بھی تو بولی نہیں
اے کسی جب یاد آجاتی ہے اے پیاری بہن
کس طرح پانی کے اندر سو گئی تو چین سے
کس طرح لیٹی پڑی تھی حوض میں کپڑوں سمیت
کس طرح بے کس و بے بس پڑی تھی حوض میں
اپنے مولا کے لئے تو سو گئی آرام سے
لوگ سب ششدر ہوئے اس دکھ بھرے انجام سے
جب خبر پہنچی تو دنیا کانپ اٹھی درد سے
کیا خبر تھی اتنی جلدی تو جدا ہو جائے گی
روتی ہے امی تری اس ناگہانی موت پر
علم گر ہوتا تو وہ جانے نہ دیتی حوض پر
میرے مولا تجھ کو ہی معلوم ہیں اسرار سب
تیرے کاموں میں نہیں کچھ بھی ہمارا اختیار
اے بہن تو چل بسی آرام سے ہاں سو گئی
پر ہمارے دل کو تو تو داغ ایسا دے دیا
جس پہ ساری عمر گذرے پھر بھی وہ مٹتا نہیں
ہائے تیری سب امیدیں خاک میں ہی مل گئیں
تھی تمنا یہ تیری ہو جاؤں میں دیں پہ نثار
میرے مولا اب دعا کرتی ہوں یہ تیرے حضور
میری امی اور ابا کو ملے دل کا قرار

خریداران "الفضل" جن کی خدمت میں وی ۔ پی ارسال ہونگے

(گذشتہ سے پیوستہ)

ذیل میں ان اصحاب کی فہرست درج کی جاتی ہے جنکا چندہ ۲۱ر جون ۱۹۴۱ء سے ۳۰ر جولائی ۱۹۴۱ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے ۔ ان میں وہ اصحاب بھی شامل ہیں ۔ جو ماہوار چندہ ارسال فرمایا کرتے ہیں ۔ ان کے نام محض اطلاع کی غرض سے شائع کئے گئے ہیں ۔ تاکہ وہ حسب دستور چندہ ارسال فرمادیں ۔ دوسرے تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے ۔ کہ وہ ازراہ کرم ۸ر جولائی ۱۹۴۱ء سے قبل اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں ۔ یا اس تاریخ سے قبل وی روکنے کے متعلق اطلاع بھجوادیں ۔ جو احباب ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی اختیار نہ کریں گے ۔ ان کے متعلق یہی سمجھا جائیگا ۔ کہ وہ وی ۔ پی وصول فرمانے کیلئے تیار ہیں ۔ پھر اگر ان کی خدمت میں وی ۔ پی ۔ پہنچے ۔ تو ان کا فرض ہوگا کہ وصول فرمائیں بعض دوست نہ رقم ارسال فرماتے ہیں ۔ نہ وی ۔ پی روکنے کی اطلاع دیتے ہیں ۔ لیکن جب وی ۔ پی جائے ۔ تو واپس کر دیتے ہیں ۔ اور ساتھ ہی گلہ بھی کرتے ہیں ۔ کہ پرچہ کیوں بند کیا گیا یہ طریق سراسر نقصان دہ ہے ۔ جس سے احباب کو احتراز کرنا چاہیئے ۔ خاکسار مینیجر "الفضل"

۱۲۰۹۹ - عبد المومن صاحب
۱۲۱۰۲ - ڈاکٹر محمد الدین صاحب
۱۲۱۸۵ - چوہدری مہتاب الدین صاحب
۱۲۲۰۶ - خواجہ محمد عثمان صاحب
۱۲۲۹۳ - حکیم محمد یعقوب صاحب
۱۲۳۲۸ - احمدیہ دار التبلیغ ویروال
۱۲۳۲۹ - ڈاکٹر سعید احمد صاحب
۱۲۳۴۴ - پیر اکبر علی صاحب
۱۲۳۸۶ - عبد العزیز صاحب
۱۲۴۰۴ - ملک خدا بخش صاحب
۱۲۴۹۲ - چوہدری نواب الدین صاحب
۱۲۵۱۰ - میاں محمد منیر خانصاحب
۱۲۵۳۷ - ایم نور الہی صاحب
۱۲۵۸۴ - حکیم شاہنواز صاحب
۱۲۵۹۰ - محمد الدین صاحب
۱۲۶۲۷ - استانی حمیدہ بیگم صاحبہ
۱۲۶۳۶ - محمد عطاء الرحمن صاحب
۱۲۷۰۶ - عبد الحمید صاحب عارف
۱۲۷۲۱ - محمد الدین صاحب
۱۲۷۴۳ - سید بیادل شاہ صاحب
۱۲۷۵۹ - چوہدری عبد الوحد صاحب
۱۲۷۹۶ - ملک محمد سعید صاحب
۱۲۸۰۳ - بابو عبد الجلیل صاحب
۱۲۸۰۹ - ڈاکٹر محمد الدین صاحب
۱۲۸۲۲ - حافظ مبین الحق صاحب
۱۲۸۳۱ - میر احسان اللہ صاحب
۱۲۸۳۴ - عبد الرشید صاحب
۱۲۸۴۵ - شیخ ظہور الدین صاحب
۱۲۸۵۰ - شیخ مولا بخش صاحب

۱۲۸۶۷ - ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب
۱۲۸۸۹ - چوہدری چھجو خاں صاحب
۱۲۹۲۸ - اے رحمان صاحب
۱۳۰۱۳ - مولوی نور محمد صاحب
۱۳۰۳۸ - " غلام رسول صاحب
۱۳۰۶۴ - نواب الدین صاحب
۱۴۰۹۶ - شیخ محمد ابراہیم صاحب
۱۴۱۱۷ - غلام احمد صاحب
۱۴۱۷۹ - چوہدری محمود احمد صاحب
۱۴۱۸۸ - میجر ممتاز یار الدولہ صاحب
۱۴۱۹۵ - میاں عبد الحق صاحب
۱۴۱۹۷ - مولوی کرم الہی صاحب
(فتح محمد صاحب شرما)
۱۴۲۱۷ - چوہدری عزیز الدین احمد صاحب
۱۴۲۲۶ - محمد عبد اللہ صاحب
۱۴۲۳۲ - بابو احمد جان صاحب
۱۴۲۳۷ - خانصاحب عبد الحمید خانصاحب
۱۴۲۶۵ - مولوی غلام احمد شاہ صاحب
۱۴۲۸۰ - آئی ملک صاحب
۱۴۳۲۵ - مسٹر فیض الحق صاحب
۱۴۳۴۲ - سید محمد عبد الہادی صاحب
۱۴۴۰۱ - مولوی محمد محبوب صاحب
۱۴۴۳۶ - " نظام الدین صاحب
۱۴۴۶۳ - ملک برکت علی صاحب
۱۴۴۶۵ - قاضی محمد رشید صاحب
۱۴۴۶۶ - چوہدری غلام احمد صاحب
۱۴۴۸۷ - شیر محمد صاحب
۱۴۴۹۱ - چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب
۱۴۵۳۴ - " سردار احمد صاحب

۱۴۵۳۵ - مولوی محمد عبد اللہ صاحب
۱۴۵۵۱ - مسٹر اشتیاق علی صاحب
۱۴۵۷۵ - منشی فضل محمد خانصاحب
۱۴۵۸۱ - میاں بشیر احمد صاحب
۱۴۵۸۲ - میاں غلام سرور صاحب
۱۴۵۸۳ - منشی برکت علی صاحب
۱۴۵۸۴ - ملک علی محمد صاحب
۱۴۵۸۷ - قریشی مختار احمد صاحب
۱۴۶۲۵ - نظیر بیگم صاحبہ
۱۴۶۲۷ - عبد السلام صاحب
۱۴۶۷۷ - ملک غلام محمد صاحب
۱۴۶۸۳ - " عبد الرحمن صاحب
۱۴۶۸۸ - جی ۔ یوصوفی صاحب
۱۴۶۹۸ - چوہدری فضل الہی صاحب
۱۴۷۰۰ - محمد سعید صاحب
۱۴۷۰۸ - بابو محمد الطاف صاحب
۱۴۷۳۰ - عبد الحکیم صاحب
۱۴۷۳۲ - چوہدری یوسف علی خانصاحب
۱۴۷۴۴ - چوہدری خوشی محمد صاحب
۱۴۷۴۵ - میاں غلام نبی صاحب
۱۴۷۵۰ - شیخ فضل کریم صاحب
۱۴۷۵۵ - منصور احمد صاحب
۱۴۷۶۴ - غلام رسول صاحب
۱۴۷۷۵ - مولوی عبد الکریم صاحب
۱۴۷۸۰ - شیخ عبد الکریم صاحب
۱۴۷۸۱ - ایم عطا محمد عبد الرحمن صاحب
۱۴۷۸۳ - غلام مولا خادم
۱۴۷۸۹ - حسین محمد صاحب
۱۴۸۰۰ - منشی عبد اللہ صاحب

۱۴۸۰۲ - حکیم محمد رشید صاحب
۱۴۸۰۷ - بابو محمد خواص خانصاحب
۱۴۸۱۱ - ڈاکٹر عطا محمد صاحب
۱۴۸۱۸ - چوہدری عبد المنان صاحب
۱۴۸۳۱ - شیخ غلام حسین صاحب
۱۴۸۴۰ - ہدایت علی شاہ صاحب
۱۴۸۴۱ - خان محمد علی خانصاحب
۱۴۸۴۴ - محمد ضیاء اللہ صاحب
۱۴۸۵۱ - نادر بخش صاحب
۱۴۸۵۲ - چوہدری عبد اللہ خانصاحب
۱۴۸۶۰ - چوہدری عبد اللہ خانصاحب
۱۴۸۶۵ - محمد منصف صاحب
۱۴۸۸۱ - ملک بہادر خانصاحب
۱۴۸۸۸ - چوہدری غلام احمد صاحب
۱۴۸۹۳ - ملک ہدایت اللہ خانصاحب
۱۴۹۰۳ - سید سعید احمد صاحب
۱۴۹۱۹ - شیخ عبد الغنی صاحب
۱۴۹۲۷ - حوالدار سوندہا خانصاحب

۱۴۹۴۱ - ملک عزیز احمد صاحب
۱۴۹۴۹ - چوہدری نقیر اللہ خانصاحب
۱۴۹۷۰ - ڈاکٹر فتح الدین صاحب
۱۴۹۷۱ - چوہدری میاں خانصاحب
۱۴۹۸۸ - شیخ غلام علی صاحب
۱۵۰۱۳ - ڈاکٹر شیخ سردار علی صاحب
۱۵۰۱۴ - سکرٹری انجمن احمدیہ
۱۵۰۱۵ - سید محمد حسین صاحب
۱۵۰۲۴ - ڈاکٹر منیر احمد صاحب
۱۵۰۲۹ - محمد شفیع صاحب
۱۵۰۳۷ - بابو محمد شریف صاحب
۱۵۰۹۳ - چوہدری غلام قادر صاحب
۱۵۱۰۳ - ملک منیر احمد صاحب
۱۵۱۰۴ - ایم ۔ عطاء اللہ صاحب
۱۵۱۱۰ - ایم محمد حسین صاحب
۱۵۱۲۱ - ایم ۔ عیسےٰ صاحب
۱۵۱۴۴ - علی حسن صاحب
۱۵۱۴۷ - فیض احمد صاحب

۱۵۱۵۰ - غلام رسول صاحب
۱۵۱۵۱ - محمد حنیف صاحب
۱۵۱۶۹ - خواجہ صدیق احمد صاحب
۱۵۱۷۸ - شیخ محمد اسمٰعیل صاحب
۱۵۱۸۲ - شیخ نور حسین صاحب
۱۵۱۹۱ - ملک نصیر احمد خانصاحب
۱۵۱۹۳ - میر ضیاء اللہ صاحب
۱۵۱۹۷ - مرزا محمد شریف صاحب
۱۵۱۹۸ - چوہدری عبد المالک صاحب
۱۵۲۰۶ - شیخ عبد الغنی صاحب
۱۵۲۰۹ - خواجہ عبد العزیز صاحب
۱۵۲۱۰ - غلام محمد صاحب
۱۵۲۱۸ - خواجہ عبد الرحمن محمد یعقوب صاحب
۱۵۲۲۹ - میاں لعل دین صاحب
۱۵۲۳۰ - سید رسول شاہ صاحب
۱۵۲۳۴ - بابو عبد الغفور صاحب
۱۵۲۳۵ - شیخ عبد الرشید صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۸ جون مختلف ذرائع سے آمدہ اطلاعات کے مطابق لینن گراڈ کے ارد گرد جرمن فوجوں کے گھیرا ڈالنے کا فوری خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ لینن گراڈ زار کے وقت روس کا دارالحکومت تھا اور اس وقت اس کی آبادی ۲۷ لاکھ ہے جرمن فوجیں خشکی۔ سمندر اور فضا کے راستہ لینن گراڈ کی طرف بڑھ رہی ہیں ماسکو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ روسی فوجیں شمالی علاقہ میں ڈیڑھ ہزار میل کے محاذ پر پیچھے ہٹ گئی ہیں۔

سائیگان ۲۸ جون۔ سٹالین محاذ جنگ پر پہونچ گیا ہے۔ اور اس نے روسی فوجوں کی نگرانی اپنے ہاتھ میں لے لی ہے جنرل وارشلاف جنہیں فن لینڈ کی جنگ کے بعد برطرف کر دیا گیا تھا۔ دوبارہ محاذ پر پہونچ گئے ہیں۔

سائیگان ۲۸ جون۔ سائیگان ریڈیو کا بیان ہے کہ مقبوضہ فرانس میں روس کے خلاف جنگ کے لئے والنٹیئرز بھرتی کئے جا رہے ہیں۔

لنڈن ۲۹ جون۔ فرانس کے سابق کمانڈر انچیف جنرل گملان جنہیں گزشتہ سال ستمبر میں مارشل پیٹان کے حکم سے اس الزام میں قید کیا گیا تھا۔ کہ وہ فرانس کی شکست کے ذمہ وار ہیں۔ آج صبح غیر مقبوضہ فرانس کے ایک کیمپ جیل سے غائب ہو گئے انہیں بھاگنے میں امداد دینے کے شبہ میں دو اشخاص گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور تمام فرانس میں جنرل گملان کی تلاش ہو رہی ہے۔

لنڈن ۲۸ جون۔ منگ۔ بسریبیا اور فن لینڈ کے مورچوں پر نازیوں کو شدید مزاحمت در پیش ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ بہت جلد ایک فیصلہ کن جنگ لڑی جائے گی۔ کل روسی ہوائی جہازوں نے ہنگری۔ پولینڈ اور رومانیہ میں بمباری کی جس سے ہوائی اڈوں۔ فوجی ٹھکانوں۔ اور فوجی اجتماعوں کو شدید نقصان پہنچا۔

لنڈن ۲۸ جون۔ ماسکو کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ برطانوی سفیر سر سٹیفورڈ کرپس ماسکو پہونچ گئے ہیں۔ ان کے ساتھ فوجی اور اقتصادی مشن بھی ہے۔

لنڈن ۲۸ جون۔ ماسکو سے اعلان کیا گیا ہے کہ روسی فوج کے ایک ڈویژن نے جرمنی کی ایک رجمنٹ کو بالکل تباہ کر دیا ہے۔ یہ رجمنٹ دریائے پرتھ کو عبور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لڑائی کے بعد تین سو مزید جرمن سپاہی قیدی بنائے گئے۔

لنڈن ۲۸ جون۔ ماسکو ریڈیو کا بیان ہے کہ ۷۵۶ جرمن جہاز تباہ کئے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ روسی ہوائی جہازوں نے کونیگز برگ۔ وارسا اور بخارسٹ وغیرہ پر شدید بمباری کی۔ بخارسٹ سے رومانیہ کی گورنمنٹ کسی نامعلوم مقام کی طرف بھاگ گئی ہے۔

واشنگٹن ۲۹ جون۔ امریکن سینٹ نے ۱۱ ارب ۱۹ کروڑ ڈالر کے فوجی بل کی منظوری دے دی ہے۔ اس سے قبل اتنا بھاری فوجی بل کبھی پاس نہیں ہوا تھا۔

لنڈن ۲۹ جون۔ ہنگری کی ہوائی طاقت نے روس کے خلاف کارروائی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ آج صبح روس کے فوجی اڈوں پر زبردست بمباری کی گئی کئی مقامات پر آگ لگ گئی۔ اور کافی نقصان ہوا۔

لنڈن۔ ۲۹ جون جرمن کئی دن سے یہ دعویٰ کر رہے تھے۔ کہ روس میں ان کی فوجوں کو جو کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ ان کے بارہ میں عنقریب اعلان کیا جائیگا۔ یہ وعدہ کئی دن تک تو جرمن ٹالتے رہے۔ لیکن آج آخر انہوں نے اپنی کامیابیوں کے بارے میں ایک لمبا چوڑا اعلان کر ہی دیا یہ اعلان تمام جرمن ریڈیو سٹیشنوں سے براڈ کاسٹ کیا گیا ہے۔ جس کی موٹی موٹی باتیں یہ ہیں کہ ۲۲ جون کو پو پھٹنے سے پہلے جرمن فوج کا مشرقی حصہ ایک چوڑے مورچے پر سے سرحد پار کر کے روسی علاقہ میں داخل ہو گیا۔ اور پہلے دن ہی اس نے کئی مضبوط روسی قلعہ بندیوں کو توڑ دیا۔ اس لڑائی میں پہلے دن ۱۸۱۱ روسی جہاز برباد کر دئیے گئے۔ دوسرے دن ان جہازوں کی تعداد ۲۵۸۲ تک پہونچ گئی۔ اس کے مقابلہ میں جرمنی کے پہلے دن ۳۵ جہاز برباد ہوئے۔ دوسرے دن سخت لڑائی کے بعد ایک اہم قلعہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ ونا اور کوونو بھی روسی افواج کے ہاتھ سے چلے گئے۔ اب تک ۱۹۲۳ روسی ٹینک برباد کئے جا چکے ہیں آخر میں بتایا گیا ہے کہ بالٹک کے ملکوں میں جرمن فوجیں بڑھتی جا رہی ہیں۔

لنڈن ۲۹ جون۔ روس کی طرف سے بھی لڑائی کے بارہ میں ایک سرکاری اعلان چھاپا گیا ہے۔ مگر اس میں بالٹک میں جرمن فوجوں کے بڑھنے کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ جرمنوں کو منسک کی طرف بڑھنے سے روسی فوجیں برابر روک رہی ہیں۔ اور جرمن ٹینکوں کا بڑا بھاری نقصان ہوا ہے۔ جرمن پیدل فوج اگلے دستوں سے ملنے کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ مگر روسی فوجیں سخت مقابلہ کر رہی ہیں۔ لک کے جنوب میں اس وقت ٹینکوں کی زبردست لڑائی ہو رہی ہے مگر اس کے حالات ابھی تفصیل سے معلوم نہیں ہو سکے۔ باقی علاقوں میں روسی فوجیں مضبوطی سے جمی ہوئی ہیں۔ ماسکو میں بیان کیا گیا ہے کہ روس کا ہوائی بیڑہ خشکی کی فوجوں کو بڑی مدد دے رہا ہے۔

لنڈن ۲۹ جون۔ ماسکو ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ روس اور ایران میں ہمیشہ سے دوستی چلی آئی ہے۔ اور یہ برابر قائم رہے گی۔ جرمنوں نے یہ افواہ پھیلا دی تھی۔ کہ روس ایران کو دھمکی دے رہا ہے۔

لنڈن ۲۹ جون۔ انگریزی جہازوں نے کل جرمن جہازوں کے ایک قافلہ پر بم برسائے۔ جس میں رسد لے جانے والے دو جہاز بھی شامل تھے۔ یہ دونوں جہاز آٹھ آٹھ ہزار ٹن وزنی تھے۔ ایک جہاز میں آگ لگ گئی۔ اور دوسرے کو شدید نقصان پہونچا۔

لنڈن ۲۹ جون۔ کل دشمن کے ہوائی جہازوں نے انگلستان پر بہت معمولی چھاپہ مارا۔ اور چند بم گرائے جن سے کچھ لوگ زخمی ہو گئے۔ مالی نقصان بھی بہت کم ہوا۔

لنڈن ۲۹ جون۔ شام کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دمشق سے ۸۰ میل مشرق میں ایک اہم شہر پر برطانوی فوجوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ کل دمشق سے پندرہ میل کے فاصلہ پر جبل مزار پر گھمسان کی جنگ ہوئی۔ جو اب تک جاری ہے۔ دونوں فوجیں ایسی پہاڑیوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔ جو فوجی اہمیت رکھتی ہیں۔

لنڈن ۲۹ جون۔ سید علی حائری صاحب پانچ ماہ کی علالت کے بعد کل ساڑھے تین بجے لاہور میں انتقال کر گئے۔ آپ شیعہ مذہب کے بہت بڑے عالم اور مجتہد تھے اور شیعہ حلقوں میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

لنڈن ۲۹ جون۔ جمعہ کے دن بالٹک میں ایک جرمن آبدوز ٹھکانے لگا دی گئی۔

لنڈن ۲۹ جون روس نے فن لینڈ پر جو الزامات لگائے تھے۔ ان کو فن لینڈ کے کمانڈر انچیف نے اپنے ایک بیان سے درست ثابت کر دیا ہے۔ اس نے اپنے بیان میں کہا کہ فن لینڈ اور روس میں جو صلح ہوئی تھی وہ عارضی تھی۔ اس لئے روس اور جرمنی کی موجودہ جنگ میں فنوں کو ضرور حصہ لینا چاہئیے۔ اور روس کا مقابلہ کرنا چاہئیے۔

لنڈن ۲۹ جون۔ رائٹر کے نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ سر سیموئل ہور نے ہفتہ کے دن جنرل فرینکو سے بات چیت کی۔ برطانیہ کے سفارتخانہ کے پاس گزشتہ دنوں جو بلوہ ہوا تھا۔ اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ جنرل فرینکو نے یقین دلایا کہ سپین کی گورنمنٹ اس بلوہ کو بہت برا سمجھتی ہے اور وہ مجرموں کو سزا دے گی۔ اور آئندہ کے لئے اس قسم کے واقعات کی روک تھام کر دی جائے گی۔

لنڈن ۲۹ جون۔ کل ہالینڈ کے کنارہ کے پاس دشمن کے شکاری جہازوں اور انگریزی شکاری جہازوں کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ دشمن کے جہازوں کو بہت نقصان ہوا۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی